TAHREER
Journal of Languages & Literature
eISSN:3007-2085
pISSN:3007-2077
تحریر
Vol. 4 No. 2 (2026) **HEC** approved in the **Y** category.

A Study of Amjad Islam Amjad's Hamdiyyah Verse

امجد اسلام امجد کی حمدیہ شاعری کا تحقیقی مطالعہ

Amna Zahid[1], Dr Tayyaba Nighat[2*] (Corresponding Author)
[1]MPhil Scholar, Assistant Professor[2] Urdu Department, Government College Women University, Faisalabad
***Corresponding Email:** tayyabanighat5@gmail.com
DOI: https://doi.org/10.65827/tahreer.v4i2.82

Abstract

Amjad Islam Amjad is regarded as one of the most influential poets of modern Urdu literature, distinguished by his intellectual depth, spiritual consciousness, and profound attachment to Islamic values. This research article presents a critical and analytical study of his Hamd poetry. The study begins with an exploration of the literary and technical definition of Hamd, followed by an overview of the poet's life, personality, and literary contributions. It further examines the major thematic dimensions of his Hamd poetry, including the concept of Divine Unity (Tawhid), the manifestation of Allah's power and greatness, humility and servitude, gratitude, and Divine mercy. The findings reveal that Amjad Islam Amjad's Hamd poetry transcends conventional praise and devotion, embodying a comprehensive spiritual, intellectual, and aesthetic vision. Through a simple yet evocative poetic style, he reflects upon the oneness of God, the magnificence of the universe, human dependence on the Creator, and the infinite mercy of Allah. His poetry not only strengthens the reader's awareness of the Divine but also highlights the profound relationship between humanity and its Creator. The study concludes that Amjad Islam Amjad's Hamd poetry represents a significant contribution to the Urdu Hamd tradition, successfully integrating classical religious sensibilities with contemporary intellectual and spiritual concerns.

Keywords:
Amjad Islam Amjad, Hamd Poetry, Tawhid, Divine Greatness, Humility, Gratitude, Divine Mercy, Urdu Literature.

Received: 31-05-2026 **Accepted:** 05-07-2026 **Online:** 15-07-2026

This article is licensed under the Creative Commons Attribution (CC BY 4.0). Free use, distribution, and reproduction are permitted with proper citation of the original work.
© The Author(s).

حمد ایک ایسا مقدس اور جامع تصور ہے جسے مکمل طور پر الفاظ کے دائرے میں سمیٹنا ممکن نہیں۔ جس طرح نور اپنی حقیقت میں نور ہے اور رحمت اپنی اصل میں رحمت اسی طرح حمد بھی ایک ایسی روحانی کیفیت اور حقیقت ہے جس کا مکمل ترجمہ ممکن نہیں البتہ اس کی تشریح اور توضیح کی جاسکتی ہے۔ قرآنِ کریم کی آیت "الحمد للہ رب العالمین" کا مفہوم یہ ہے کہ تمام تعریفیں، ستائشیں اور شکر گزاری اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ لفظ "حمد" عربی زبان کا ایک نہایت وسیع المعنی لفظ ہے جو محض تعریف تک محدود نہیں بلکہ اس میں محبت، عقیدت، تعظیم، تقدیس اور شکر گزاری کے جذبات بھی شامل ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی حمد کو بنیادی انسانی شعور سے جوڑا گیا ہے:

"ہر چیز اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے" (1)

قرآن حکیم کی تلاوت کا آغاز کرتے ہی اندازہ ہونے لگتا ہے کہ رب دو عالم نے "حمد" کا لفظ اپنی ذات پاک کے لیے مخصوص کر لیا ہے۔ آغاز ہی میں ارشاد ہوتا ہے:

"سب طرح کی تعریف کے لیے اللہ ہی ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔" (2)

لغوی اعتبار سے حمد کا تعلق کسی کی خوبیوں، صفات اور کمالات کے اعتراف اور اظہار سے ہے جبکہ اصطلاحی معنوں میں حمد سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس اس کے اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ کاملہ کی تعریف و توصیف ہے۔ حمد کا امتیاز یہ ہے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس طرح نعت رسولِ اکرم ﷺ کی مدح و ثنا کے لیے مختص صنفِ سخن ہے۔ حمد دراصل بندے اور اپنے خالق کے درمیان محبت، عقیدت اور روحانی وابستگی کے اظہار کا ایک لطیف اور پاکیزہ وسیلہ ہے اسی لیے اہلِ علم و ادب نے اس کی مختلف تعبیرات اور تشریحات پیش کی ہیں۔ پروفیسر شفقت رضوی اپنی کتاب ''اردو میں حمد گوئی'' میں حمد کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

> "حمد کے لغوی معنی وصف یا صفت ہیں۔ حمد کرنا یا حمد کہنا اوصاف اور صفات کا اظہار اور اقرار کرنا ہے اس لفظ سے مدح، مداح اور ممدوح جیسے الفاظ بنے ہیں جو عام طور پر استعمال ہوتے ہیں۔۔۔ لفظ حمد مخصوص ہو گیا ہے ذات باری تعالیٰ کے اوصاف کے بیان اور ان کی تعریف و توصیف کے لیے"۔ (3)

حمد در حقیقت خداوندِ عالم کی صفاتِ جمیلہ، اوصافِ حمیدہ اور اسمائے حسنیٰ کی ثنا و ستائش کا نام ہے۔ اسلامی روایات کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے جب دنیا میں قدم رکھا تو ان کی زبان سے ادا ہونے والا پہلا کلمہ "الحمد للہ" تھا، جو خالقِ کائنات کے حضور سپاس اور بندگی کے جذبات کا اظہار تھا۔ حمد ایک ایسا جامع، بامعنی اور ہمہ گیر لفظ ہے جو اپنے مفاہیم، وسعت اور معنوی گہرائی کے اعتبار سے بے حد و حساب ہے۔ یہ انسان کے قلبی احساسات، روحانی وابستگی اور ربِ کریم کی عظمت و کبریائی کے اعتراف کا سب سے اعلیٰ اور مؤثر اظہار ہے۔

لفظ "حمد" کے ساتھ جب معرفہ کا صیغہ "ال" شامل ہو کر "الحمد" کی صورت اختیار کرتا ہے تو اس کے مفہوم میں وسعت،

جامعیت، انفرادیت اور عظمت کے پہلو مزید نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اس طرح "الحمد" سے مراد ہر قسم کی کامل، حقیقی اور مطلق تعریف قرار پاتی ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کا حق ہے۔

عربی زبان کا یہ سہ حرفی مادہ (ح۔م۔د) نہایت زرخیز اور معنی آفرین ہے۔ اسی مادے سے متعدد الفاظ وجود میں آئے ہیں جیسے حامد، محمود، احمد، محمد اور حمید، جو سب کسی نہ کسی انداز میں تعریف، ستائش اور خوبی کے مفہوم کو اجاگر کرتے ہیں۔ ان الفاظ کی معنوی بنیاد حمد ہی ہے اور ہر لفظ اپنے اندر تعریف و تحسین کے ایک خاص پہلو کو سموئے ہوئے ہے۔ نصیر ترابی کے مطابق حمد کی تعریف کچھ اس طرح ہے:

> "اردو کے علاوہ عربی اور فارسی میں بھی حمد کی صنف کو باری تعالیٰ کے صفات کی تعریف و توصیف سے منسوب کیا گیا ہے۔ حمد کی کوئی خاص ہیئت نہیں ہوتی۔ حمد ایک پوری نظم کا موضوع بھی ہو سکتا ہے۔ کسی نظم یا غزل کے چند اشعار میں بھی توصیف باری ہو سکتی ہے۔"(4)

رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی اس مادۂ حمد کا سب سے کامل مظہر ہے۔ آپ ﷺ چونکہ اپنے رب کی سب سے زیادہ حمد و ثنا کرنے والے ہیں اس لیے احمد کہلائے، اور چونکہ آپ ﷺ کی ذات تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ قابلِ ستائش ہے اس لیے محمد اور محمود کے اوصاف سے متصف ہوئے۔ آپ ﷺ کا ہر قول، ہر عمل اور ہر اسوہ انسانیت کے لیے نمونۂ کامل ہے اسی وجہ سے آپ قیامت تک تعریف، محبت اور عقیدت کا مرکز رہیں گے۔ غور کریں تو حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک ناموں کا تعلق بھی مادۂ حمد سے ہے۔ لفظ محمد کے معنی ہیں "بہت زیادہ تعریف کیے جانے والے"، جبکہ احمد کے معنی ہیں "سب سے زیادہ حمد کرنے والے"۔ اس طرح آپ ﷺ کے اسمائے مبارکہ میں حمد کے دونوں پہلو جمع ہو جاتے ہیں؛ یعنی آپ ﷺ خود بھی اپنے رب کی سب سے بڑھ کر حمد و ثنا کرنے والے ہیں اور تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ قابلِ تعریف بھی ہیں۔

قرآن کریم میں سورہ الحمد ہی سب سے پہلی حمد ہے اور خود اس میں لفظ "حمد" موجود ہے۔ شفیق الدین شارق نے اپنے مضمون "حمد کیا ہے" میں لکھا ہے:

> "قرآن کریم کی ہر سورت اللہ کے نام سے آغاز ہو کر کسی نہ کسی لیکن سورہ فاتحہ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ "الحمد" سے شروع ہوتی ہے یعنی اللہ کی تعریف سے۔ اس میں اس کا اسم ذات "اللہ" واضح طور بتادیا گیا ہے کہ ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں"۔(5)

یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ عرب معاشرے میں اسلام سے قبل رب اور الٰہ جیسے الفاظ رائج تھے، لیکن احد کا لفظ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور یکتائی کے مخصوص مفہوم کے ساتھ پہلی مرتبہ قرآنِ مجید میں نمایاں ہوا۔ اس حوالے سے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی تفسیر میں اس لفظ کی معنوی اور اعتقادی اہمیت پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے، جس سے اسلامی تصورِ توحید کی گہرائی اور جامعیت واضح ہوتی ہے۔

قرآن سے پہلے کی عربی میں اس امر کی کوئی نظیر نہیں ملتی کہ محض لفظ احد وصف کے طور پر کسی شخص یا چیز کے لیے بولا گیا ہو اور نزول قرآن کے بعد یہ لفظ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ دوسرے کسی کے لیے بھی استعمال نہیں کیا گیا۔ اس غیر معمولی طرز بیان سے خود بخود یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یکتا و یگانہ ہونا اللہ کی خاص صفت ہے۔ موجودات میں سے کوئی دوسرا اس صفت سے متصف نہیں۔

امجد اسلام امجد اردو ادب کے ممتاز شاعر، ڈرامہ نگار، کالم نگار اور دانشور تھے۔ انہیں صدارتی ایوارڈ برائے حسنِ کارکردگی اور ستارۂ امتیاز جیسے اعلیٰ قومی اعزازات سے نوازا گیا۔ آپ 4 اگست 1944ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ان کے ادبی سفر کا آغاز 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد ہوا جب ان کی نظم "شامِ شہرِ وفا شعاراں" جنوری 1966ء میں احمد ندیم قاسمی کے معروف ادبی رسالے "فنون" میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد ان کا کلام اردو کے اہم ادبی جرائد جیسے "اوراق"، "نقوش"، "نیا دور"، "ماہِ نو" اور "معاصر" میں مسلسل شائع ہوتا رہا۔ احمد ندیم قاسمی کی قربت اور رہنمائی نے ان کی فکری و ادبی شخصیت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا اور ان کے اندر کلاسیکی ادب سے گہری وابستگی پیدا کی۔ امجد اسلام امجد کی شاعری محبت، حسن، انسان دوستی اور خیر کے جذبات سے لبریز ہے۔ وہ محبت کو کسی مصنوعی تقسیم کا پابند نہیں سمجھتے بلکہ اسے ایک آفاقی اور خالص انسانی جذبہ قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک حقیقی اور مجازی محبت ایک ہی جذبے کی مختلف صورتیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں عشق کی سچائی احساس کی گہرائی اور انسانی رشتوں کی لطافت نہایت دلکش انداز میں جلوہ گر ہوتی ہے۔

اے آنکھیں اور آنکھوں کو یہ نیندیں دینے والے
میں نے ہر ایک خواب میں چھپ کر تجھے پکارا ہے (6)

امجد اسلام امجد محض ایک ادیب یا شاعر نہیں بلکہ ایک ہمہ جہت تہذیبی و فکری شخصیت تھے جنہوں نے اپنے علم کردار اور تخلیقی بصیرت سے اردو ادب کو نئی جہتیں عطا کیں۔ بے پناہ شہرت مقبولیت اور ادبی عظمت کے باوجود ان کی طبیعت میں عاجزی، انکساری اور شائستگی نمایاں رہی۔ قدرت نے انہیں غیر معمولی تخلیقی صلاحیتوں وسیع مطالعے اور گہرے مشاہدے سے نوازا تھا جس کے باعث انہوں نے شاعری، ڈرامہ نگاری، کالم نویسی اور نثر کی مختلف اصناف میں یادگار خدمات انجام دیں۔ اگرچہ انہوں نے ادب کی متعدد جہات میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا، تاہم ان کی بنیادی شناخت ایک ممتاز شاعر اور کامیاب ڈرامہ نگار کی حیثیت سے قائم ہوئی۔ ان کی تخلیقات انسانی زندگی کے گہرے مشاہدے وسیع تجربات اور بلند فکری شعور کی آئینہ دار ہیں۔ ان کے فن میں محبت، انسان دوستی، تہذیبی شعور، سماجی آگہی اور عصری حسیت کا حسین امتزاج ملتا ہے۔ موجودہ ادبی منظر نامے پر نظر ڈالی جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ اردو ادب ایک طرح سے "عہدِ امجد اسلام امجد" سے عبارت ہے کیونکہ ان کی شعری اور نثری تخلیقات نے نہ صرف اہلِ ادب بلکہ عام قارئین کے دلوں کو بھی مسخر کر رکھا ہے۔ ان کے فن کی وسعت فکر کی گہرائی اور اسلوب کی دلکشی نے انہیں اپنے عہد کا ایک منفرد اور ناقابلِ فراموش ادبی حوالہ بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معروف شاعر مشتاق شاد نے ان کی شخصیت اور فن کے بارے میں نہایت بر محل اظہارِ خیال کیا ہے۔

امجد اسلام امجد نے اپنی شعری اظہار کی بنیادی صورت کے طور پر نظم کو اختیار کیا اور اسی صنف میں اپنی منفرد شناخت قائم کی۔ اگرچہ ان کی غزلوں میں بھی تازگی، ندرتِ خیال اور منفرد آہنگ پایا جاتا ہے تاہم ان کے فکری اور فنی امتیازات نظموں میں زیادہ واضح اور بھرپور انداز سے سامنے آتے ہیں۔ ان کی نظمیں زندگی، محبت، وقت، انسان اور سماجی مسائل کے حوالے سے گہری فکری بصیرت کی حامل ہیں۔ اپنے شعری سفر اور تخلیقی تجربات کے بارے میں امجد اسلام امجد بیان کرتے ہیں کہ انہیں شاعری کرتے ہوئے چار دہائیوں سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ اس طویل ادبی سفر میں ان پر کئی بار ایسی تخلیقی کیفیات طاری ہوئیں جن میں مختصر مدت کے اندر بڑی تعداد میں نظمیں اور غزلیں تخلیق ہوئیں تاہم عموماً یہ دور چند دنوں تک محدود رہتا تھا۔ البتہ ان کے آٹھویں شعری مجموعے "سحر آثار" کی تیاری کے دوران ایک غیر معمولی تخلیقی مرحلہ سامنے آیا جب انہوں نے چند ماہ کے عرصے میں وقفے وقفے سے تقریباً پچیس نظمیں اور غزلیں تخلیق کیں۔ اس کے باوجود ان کے بقول حج کے دوران حاصل ہونے والا روحانی اور تخلیقی وفور اپنی نوعیت کا منفرد تجربہ تھا جس کی مثال انہیں اپنے پورے شعری سفر میں کہیں اور نہیں ملتی۔ یہ بیان اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ امجد اسلام امجد کے ہاں شاعری محض فنی مشق نہیں بلکہ ایک گہرا روحانی، فکری اور وجدانی تجربہ بھی ہے جو مخصوص کیفیات اور داخلی تحریک کے زیرِ اثر اپنے مکمل جمالیاتی اظہار تک پہنچتا ہے۔

امجد اسلام امجد کی حمدیہ شاعری اردو ادب میں روحانی شعور، عرفانِ باطن اور خالقِ کائنات کی عظمت کے شعری اظہار کا ایک نہایت باریک اور مؤثر نمونہ پیش کرتی ہے۔ ان کی حمدیہ تخلیقات محض روایتی عقیدت و احترام تک محدود نہیں بلکہ ان میں فکری وسعت، داخلی تجربات اور کائناتی مشاہدات کا دلکش امتزاج موجود ہے۔ وہ فطرت کے مناظر، انسانی وجود کی کمزوری اور کائنات کے منظم نظام کو بنیاد بنا کر خدا کی یکتائی اور قدرتِ کاملہ کا احساس اجاگر کرتے ہیں۔ ان کے ہاں حمد صرف جذباتی اظہار نہیں بلکہ ایک شعوری اور فکری تجربہ ہے جو قاری کو تفکر، خود آگہی اور روحانی بیداری کی جانب راغب کرتا ہے۔ امجد اسلام امجد کا اسلوب سادہ، شائستہ اور نرم ہونے کے باوجود معنوی تہہ داری سے لبریز ہے، جس میں علامت، استعارہ اور تخیل کی نازک کاریگری نمایاں دکھائی دیتی ہے۔ اس طرح ان کی حمدیہ شاعری اردو ادب میں جدید احساسات اور مذہبی شعور کے امتزاج کی ایک اہم مثال قرار دی جاسکتی ہے جو قاری کے دل میں خشیت، محبت اور عرفانِ الٰہی کے جذبات کو بیدار کرتی ہے۔

امجد اسلام امجد کی حمدیہ شاعری عقیدت، عرفان اور روحانی شعور کا حسین امتزاج ہے۔ ان کی حمدوں میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، قدرت، رحمت اور بندے کے عجز و نیاز کا نہایت مؤثر اظہار ملتا ہے۔ ان کے حمدیہ کلام میں تصورِ توحید، قدرت و عظمتِ الٰہی، عاجزی اور بندگی، شکر گزاری کا جذبہ اور رحمتِ الٰہی کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

امجد اسلام امجد کی حمدیہ شاعری میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بنیادی عقیدہ اور مرکزی موضوع کے طور پر سامنے آتی ہے۔ شاعر کائنات کے ہر مظہر میں خالقِ حقیقی کی قدرت اور یکتائی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ ان کے نزدیک زمین و آسمان، زمان و مکان اور تمام مخلوقات ایک

ہی ربِ کائنات کی نشانیاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی حمدوں میں اللہ تعالیٰ کو تمام قوتوں اور اختیار کا واحد سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔

آدم سے تا محمد ﷺ عالی مقام، سب
لائے یہی پیام کہ ہے ایک سب کا رب (7)

اس شعر میں شاعر حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک تمام انبیاء کو ایک ہی پیغامِ توحید کا حامل قرار دیتا ہے۔ "سب لائے یہی پیام" اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تمام آسمانی تعلیمات کی بنیاد ایک خدا کی وحدانیت پر ہے۔ اس طرح شاعر اسلامی عقیدۂ توحید کو تاریخی تسلسل کے ساتھ پیش کرتا ہے۔

حق سے ہے مصطفی ﷺ کو ملا خاص یہ مقام
کرتے ہیں سارے اہلِ نظر جس کا احترام (8)

اس شعر میں حضرت محمد ﷺ کے مقامِ نبوت اور ختمِ نبوت کی خصوصیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ "خاص یہ مقام" اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو توحید کے پیغام کی تکمیل کا شرف حاصل ہے۔ اس شعر میں اہلِ نظر کے احترام کا ذکر بھی اس عقیدے کی عظمت کو واضح کرتا ہے۔

رستے ہیں اپنے اپنے پہ منزل نما ہے ایک
مذہب جدا جدا سہی لیکن خدا ہے ایک
دارِ فنا میں ہستی مطلق وہی تو ہے
عالم ہیں سب اُسی کے، اُسی کا ہے لا مکاں
مالک ہر ایک سانس کا بے شک وہی تو ہے(9)

اس طویل شعر میں شاعر نہایت جامع انداز میں تصورِ توحید پیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مذاہب مختلف ہو سکتے ہیں لیکن خدا ایک ہی ہے۔ "ہستی مطلق" اور "لا مکاں مالک" جیسے الفاظ خدا کی مطلق حاکمیت اور لا محدودیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس طرح شاعر کائنات کے ہر وجود کو خدا کی ملکیت قرار دیتا ہے اور اسلامی عقیدۂ توحید کو انتہائی مؤثر انداز میں بیان کرتا ہے۔ پروفیسر قیصر نجفی اپنے مضمون "انیس کے مرثیے حمد و نعت سے منقبت و رثا" میں لکھتے ہیں:

"حمد اللہ جل شانہ کے اثبات و حاکمیت کا ایک ایسا اقرار ہے، جس کے بین السطور اعتراف عبودیت پایا جاتا ہے- حمد بھی کلمۃ اللہ کی طرح خدائے وحدہٗ لاشریک کی یکتائی و وحدانیت کا براہِ راست اعلان بھی ہے اور دیگر خداؤں کا بہ بانگ دہل بطلان بھی- اس نقطہ نگاہ سے حمد عبادت بھی ہے اور شانِ عبادت بھی، بلکہ عبادات میں افضل ترین عبادت ہے-"(10)

امجد اسلام امجد اپنی حمدوں میں اللہ تعالیٰ کی بے پایاں قدرت اور شانِ کبریائی کو مختلف فطری مناظر اور کائناتی حقائق کے ذریعے اجاگر کرتے ہیں۔ بارش، ہوا، دریا، ستارے، سورج اور چاند جیسے مظاہرِ فطرت ان کے ہاں خدا کی عظمت کے استعارے بن جاتے ہیں۔ شاعر اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ اپنے خالق کی قدرت اور حکمت کی گواہی دیتا ہے۔

"قرآن حکیم میں حمد کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ خداے کریم عالم انسانیت پر اپنے احسانات کا ذکر کرتا ہے، ابتدائے آفرینش سے عہدِ حاضر تک اور عہدِ حاضر سے قیام قیامت تک جو کچھ بھی بزم ہستی کو عطا ہو رہا ہے، وہ اُن کا ذکر کرتا ہے، اپنی نعمتیں جتلاتا ہے، اپنے انعامات کا احساس دلاتا ہے، اپنے فیوض و برکات کا ادراک بخشتا ہے، اپنوں اور بیگانوں پر یکساں کرم فرمائیوں کا تذکرہ فرماتا ہے، چاند، سورج، ستاروں، کہکشاں، دھوپ، جنگی کا ذکر کرتا ہے۔ موسموں، فصلوں اور ہواؤں کے تغیر، تبدل کا ذکر کرتا ہے۔"(11)

تو وہ محیط بے کراں کہ جس میں بے نشان ہیں
یہ شش جہت کی سرحدیں اور ان سے ھی ہے
کسی بھی اور شکل میں گر اس سے کچھ سوا بھی ہے(12)

یہاں شاعر خدا کی لامحدودیت اور ماورائیت کو بیان کرتا ہے۔ "محیطِ بے کراں" اس بات کی علامت ہے کہ خدا کسی حد، سمت یا دائرے میں محدود نہیں بلکہ پوری کائنات اور اس سے ماورا حقیقتوں کو بھی محیط ہے۔ یہ شعر فلسفیانہ انداز میں عظمتِ الٰہی کو نمایاں کرتا ہے۔

ازل سے لے کے تا ابد ہے جو بھی کچھ، وہ سب ترا
تیرے کرم کا ترجماں، ہر ایک لمحہ رواں(13)

اس شعر میں خدا کی ہمہ وقتی اور ہمہ گیر قدرت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ شاعر کے مطابق زمان و مکان کی ہر شے ازل سے ابد تک اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور اس کے حکم کے تابع ہے۔ یہ شعر توحید کے تصور کو زمانی وسعت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

امجد اسلام امجد کی حمدیہ شاعری میں بندے کی بے بسی، عاجزی اور اللہ تعالیٰ کے حضور سرِ تسلیم خم کرنے کا جذبہ نمایاں ہے۔ شاعر اپنے محدود علم، کمزوری اور خطاؤں کا اعتراف کرتے ہوئے ربِ کریم کی بارگاہ میں نیاز مندی کا اظہار کرتا ہے۔ یہ کیفیت بندے اور معبود کے روحانی تعلق کو مضبوط بناتی ہے اور قاری کے دل میں خشوع و خضوع پیدا کرتی ہے۔

ترا راستہ مجھے مل گیا یہ کمال مجھ پہ کرم ہوا(14)

اس شعر میں شاعر اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ خدا کی طرف رہنمائی خود ایک بہت بڑا انعام اور کرم ہے۔ "کمال مجھ پہ کرم ہوا" اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان اپنی ذات میں کسی قابل نہیں، بلکہ یہ سب اللہ کی خاص مہربانی ہے کہ اسے حق کا راستہ نصیب ہوا۔ یہ احساس بندے کے اندر عاجزی پیدا کرتا ہے۔

گھنی تیرگی میں چراغ سا، تری یاد کا کوئی باغ سا(15)

اس شعر میں شاعر اپنی روحانی کیفیت کو بیان کرتا ہے کہ جب وہ گمراہی اور مشکلات کی تاریکی میں تھا تو اللہ کی یاد اس کے لیے چراغ اور باغ کی مانند ثابت ہوئی۔ یہ یاد اسے اندھیروں میں روشنی اور سکون عطا کرتی ہے، جو بندگی کے احساس کو مزید مضبوط کرتی ہے۔

کبھی جل اُٹھا، کبھی کھل گیا، یہ کمال مجھ پر کرم ہوا(16)

اس شعر میں شاعر اپنے روحانی تجربات کو بیان کرتا ہے کہ کبھی دل میں روشنی پیدا ہوئی اور کبھی سکون و تازگی محسوس ہوئی۔ وہ اس سب کو اپنی قابلیت نہیں بلکہ اللہ کے کرم کا نتیجہ سمجھتا ہے۔ یہ طرزِ فکر مکمل طور پر عاجزی اور بندگی کی علامت ہے۔

امجد اسلام امجد کی حمدوں میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اعتراف اور شکر گزاری کا عنصر نمایاں طور پر موجود ہے۔ شاعر زندگی، صحت، محبت، رزق اور ہدایت جیسی بے شمار نعمتوں کو ربِ کریم کا عطیہ قرار دیتا ہے۔ ان کے نزدیک حقیقی کامیابی اسی میں ہے کہ انسان ہر حال میں اپنے رب کا شکر گزار رہے اور اس کی عطاؤں کا اعتراف کرے۔

ہر حمد ہر ثنا کے سزاوار، المدد
ارض و سما کے مالک و مختار، المدد
اے بے کسوں کے مونس و غم خوار، المدد!(17)

اللہ ہی ہر تعریف کے لائق ہے، وہ زمین و آسمان کا مالک ہے، اور وہی بے بس لوگوں کا مددگار اور سہارا ہے۔ اس سے مدد مانگی جا رہی ہے۔

رحمت ہے بے شمار، کرم بے حساب ہے
اللہ کی رحمت اور مہربانی بے حد اور لا محدود ہے۔(18)

رحمتِ خداوندی امجد اسلام امجد کی حمد یہ شاعری کا ایک اہم موضوع ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو رحیم و کریم، غفور و ستار اور بندوں کی خطاؤں کو معاف کرنے والا قرار دیتے ہیں۔ شاعر کے نزدیک انسان کی نجات اور فلاح کا اصل ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ ان کی حمدوں میں امید، محبت اور بخشش کا پیغام نمایاں ہے جو قاری کے دل میں اعتماد اور روحانی سکون پیدا کرتا ہے۔

جو جو خطائیں ہم سے ہوئیں، کیجئے معاف
اس چلچلاتی دھوپ میں سایا عطا کریں (19)

یہ شعر اس پوری حمد کا سب سے طاقتور اور مرکزی خیال پیش کرتا ہے، کیونکہ: اس میں مغفرت (Forgiveness) کی سیدھی دعا ہے، "چلچلاتی دھوپ" بطور استعارہ زندگی کی سختیوں کو ظاہر کرتی ہے "سایا عطا کریں" اللہ کی رحمت کو پناہ اور سکون کے طور پر

پیش کرتا ہے:

رحمت ہے بے شمار، کرم بے حساب ہے
مانگیں یہاں پہ جو بھی دعا مستجاب ہے (20)

یہ شعر اس پوری حمد کا مرکزی خیال ہے، یہ براہِ راست اللہ کی رحمت کو بیان کرتا ہے دعا کی قبولیت کا یقین پیدا کرتا ہے اس میں امید توحید اور بندگی تینوں جمع ہیں

امجد اسلام امجد کی حمدیہ شاعری اسلامی عقائد و تصورات کی خوبصورت ترجمان ہے۔ ان کے حمدیہ کلام میں توحید، قدرت و عظمتِ الٰہی، عاجزی و بندگی، شکر گزاری اور رحمتِ خداوندی کے مضامین نہایت فنی مہارت اور فکری گہرائی کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ یہی خصوصیات ان کی حمدیہ شاعری کو فکری اعتبار سے مضبوط، روحانی لحاظ سے مؤثر اور ادبی اعتبار سے منفرد بناتی ہیں۔

امجد اسلام امجد کی حمدیہ شاعری کا اسلوب زبان و بیان کے اعتبار سے نہایت سادہ، شفاف اور فکری گہرائی لیے ہوئے ہے۔ ان کی حمد میں نہ تو روایتی خطیبانہ انداز کی بھاری پن ملتا ہے اور نہ ہی محض جذباتی مبالغہ؛ بلکہ وہ ایک متوازن، نرم اور جدید شعری لہجہ اختیار کرتے ہیں۔

امجد کی حمدیہ شاعری کی سب سے بڑی خصوصیت اس کی سادہ زبان ہے۔ وہ مشکل، ثقیل اور غیر مانوس الفاظ سے گریز کرتے ہیں اور روزمرہ زبان کو اس طرح برتتے ہیں کہ اس میں روحانی وقار پیدا ہو جاتا ہے۔ اس سادگی کے باوجود ان کے مصرعے معنوی تہہ داری رکھتے ہیں۔ان کے ہاں اللہ تعالیٰ کی حمد میں لہجے کی نرمی اور ایک داخلی عاجزی نمایاں ہوتی ہے۔ وہ براہِ راست وعظ یا نصیحت نہیں کرتے بلکہ فطرت، کائنات اور انسانی احساسات کے ذریعے خدا کی عظمت کو بیان کرتے ہیں۔ اس سے ان کی شاعری میں ایک جمالیاتی حسن پیدا ہوتا ہے۔ امجد اسلام امجد کی حمد میں علامات اور تصویری اظہار اہم کردار ادا کرتا ہے۔ وہ قدرتی مناظر، روشنی، وقت، خاموشی اور انسانی تجربے کو علامتی انداز میں استعمال کرتے ہیں تاکہ قاری خود معنویت تک پہنچے۔ یہ انداز جدید اردو نظم کی روایت سے جڑا ہوا ہے۔

ان کی حمدیہ شاعری میں جدید انسان کا اضطراب اور روحانی تلاش ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ وہ خدا کو محض عقیدے کے دائرے میں محدود نہیں کرتے بلکہ اسے ایک مسلسل موجود حقیقت کے طور پر محسوس کراتے ہیں جو کائنات اور انسان کے اندر جاری و ساری ہے۔ ان کے اسلوب پر نثری نظم (free verse) کا واضح اثر ہے۔ جملوں کی روانی، داخلی آہنگ اور غیر مقفیٰ انداز ان کی حمد کو کلاسیکی قصیدہ گوئی سے الگ شناخت دیتا ہے مختصر طور پر کہا جا سکتا ہے کہ امجد اسلام امجد کی حمدیہ شاعری کا اسلوب سادہ، علامتی، نرم اور فکری طور پر متوازن ہے جس میں جدید شعری اظہار اور روحانی احساس ایک خوبصورت امتزاج بناتے ہیں۔

اس حمدیہ مثنوی میں سب، رب، مقام، احترام اسیر کبیر جیسے قوافی نے ایک خوبصورت نغمگی اور ترنم پیدا کر دیا ہے۔ امجد اسلام

امجد کے نزدیک یہ شش جہت کائنات دراصل ایک دیدار کا استعارہ ہے ایک مسلسل جاری منظر ہے جو واحد و یکتا خدا کی جستجو میں سر گرم ہے۔اسی طرح خدا بھی ہمارے لیے ایک مطلوب نظر مقصود جستجو اور مرکز عقیدت کی حیثیت رکھتا ہے۔

کبھی کبھی تو یہ لگتا ہے جیسے ہر لمحہ
کسی کی کھوج میں نکلا ہوا ستارہ ہے (21)

شاعر محسوس کرتا ہے کہ کائنات کی ہر چیز حرکت میں ہے۔ستارے، سیارے، وقت اور لمحے گویا کسی عظیم حقیقت کی تلاش میں سر گرداں ہیں۔ یہاں "ستارہ" صرف فلکی جسم نہیں بلکہ پوری کائنات کی جستجو اور تلاش کی علامت ہے۔یعنی ایسا لگتا ہے کہ وجود کی ہر شے اپنے خالق کی طرف سفر کر رہی ہے۔

یہ شش جہات نہیں، بے شمار آنکھیں ہیں(22)

شش جہات (چھ سمتیں: مشرق، مغرب، شمال، جنوب،اوپر، نیچے) کا ذکر عام طور پر پوری کائنات کے لیے آتا ہے۔شاعر کہتا ہے کہ یہ صرف سمتیں نہیں بلکہ گویا بے شمار آنکھیں ہیں جو کسی حقیقت کو دیکھ رہی ہیں یا اس کی گواہی دے رہی ہیں۔یہ تصور قرآن کے اس خیال سے قریب ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ کی نشانی ہے اور اس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

یہ کائنات کوئی مستقل نظارا ہے! (23)

کائنات ایک زندہ، متحرک اور مسلسل جاری منظر ہے۔ہر لمحہ اس میں نئے راز اور نئی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں۔شاعر کے نزدیک پوری کائنات خدا کی قدرت کا ایک دائمی مظاہرہ ہے۔

ہم اُس کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں، یہ تو برحق ہے(24)

یہ حقیقت ہے کہ انسان ہمیشہ خدا کی تلاش میں رہا ہے۔فلسفہ، مذہب، تصوف اور عبادت سب اسی جستجو کی مختلف صورتیں ہیں۔

کہیں وہ بھی مگر منتظر، ہمارا ہے (25)

یہ شعر کا سب سے گہرا اور اثر انگیز مصرع ہے۔شاعر سوالیہ انداز میں ایک صوفیانہ خیال پیش کرتا ہے۔ہم تو خدا کو تلاش کرتے ہیں، لیکن کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ خدا بھی ہماری طرف متوجہ ہو، ہماری واپسی، ہماری دعا، ہماری محبت اور ہمارے رجوع کا منتظر ہو؟ یہاں "منتظر" کا لفظ انسانی انتظار کے معنی میں نہیں بلکہ رحمت، قربت اور بندے سے تعلق کی شدت کو ظاہر کرنے کے لیے آیا ہے۔یہ خیال اس حدیثِ قدسی کے مفہوم سے مناسبت رکھتا ہے کہ جب بندہ اللہ کی طرف ایک قدم بڑھتا ہے تو اللہ اس کی طرف زیادہ قربت فرماتا ہے۔

امجد اسلام امجد کی حمدیہ شاعری میں سوالیہ انداز کے ذریعے اسلامی فکر کی گہری باریکیاں بڑے فنکارانہ انداز میں بیان کی گئی ہیں۔ ان کی شاعری سادہ اور عام فہم زبان میں ہے جس میں مشکل الفاظ، پیچیدہ تراکیب اور روایتی قافیہ ردیف سے حتی الامکان گریز کیا گیا ہے۔

کہاں سے کس طرح ابلیس کو ملی جرات؟
تیرا حکم تھا تو سجدہ نہیں کیا، کیسے؟
تو پھر وہ واقعہ "انکار" کا ہو کیسے ؟
اور اس کے بعد سے اب تک یہ کیا، تماشا کیسا؟(26)

حمد "اے ربِ غفار" میں شاعر کائنات کو ایک پیچیدہ اور سمجھ سے بالاتر نظام (گورکھ دھندا) قرار دیتا ہے اور انسان کی فکری محدودیت کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ تسلیم کرتا ہے کہ یہ دنیا غلطیوں اور ناکامیوں کا مجموعہ ہے اور نجات صرف خدا کی رحمت سے ممکن ہے۔ اس نظم میں آزاد نظم کی ہیئت استعمال کی گئی ہے اور ریاضیاتی علامتوں کے ذریعے انسانی کوششوں کی بے ثباتی کو بھی واضح کیا گیا ہے مگر آخر کار ہر حساب اور ہر کوشش ناکام ثابت ہوتی ہے اور انسان صرف رب کی رحمت کا محتاج رہ جاتا ہے۔

ایک سوال کے اندر ہم نے کائی نصف صدی،
باندھے لاکھ حساب
غلط ہی نکلا ہر اک حل کا لیکن انت جواب!
ضرب، جمع تقسیم کے سارے کلیے برت لیے
از روئے تحقیق
ہر کوشش میں ہو جاتا ہے کچھ نہ کچھ تفریق
دیکھ تو کتنا اونچا ہے یہ ردی کا انبار
تو ہی اب کچھ رحمت کر دے راے رب غفار(27)

امجد اسلام امجد کے حمدیہ اور نعتیہ اسلوب میں فنی باریکیاں، معنوی تہہ داری اور لسانی حسن نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ ان کی شاعری میں قافیہ و ردیف کا برمحل استعمال نہ صرف صوتی آہنگ پیدا کرتا ہے بلکہ معنویت کو بھی گہرا کرتا ہے۔ بعض مقامات پر وہ صنعتِ تضاد، تکرار اور مراعات النظیر جیسے فنی وسائل کو نہایت خوبصورتی سے برتتے ہیں۔

میں ایک ذرہ ریگ رواں تھا صحرا میں
مجھے ثبات دیا، کہسار تو نے کیا
خطا کے بعد خطا پے بہ پے ہوئی مجھ سے
معاف مجھ کو مگر بار بار تو نے کیا(28)

مثال کے طور پر ان کی حمدیہ اشعار میں "ذرہ، ریگ، صحرا، کہسار" جیسے الفاظ صنعتِ مراعات النظیر کی عمدہ مثال ہیں جب کہ

"خطاپے بہ پے" جیسی ترکیب صنعتِ تکرار کو ظاہر کرتی ہے۔ان علامات کے ذریعے شاعر انسانی عاجزی اور ربِ کریم کی عطاو کرم کو مؤثر انداز میں بیان کرتا ہے۔

دیکھو وہ سامنے ہے خزانہ بھرا ہوا
مانگو کہ خود ہے سامنے مالک کھڑا ہو ا (29)

امجد اسلام امجد کے ہاں دعا کی قبولیت اور خدا کے ''مختارِ کل'' ہونے کا عقیدہ قاری میں حیرت اور وجدانی کیفیت پیدا کرتا ہے۔ان کی شاعری میں بندہ اپنے رب کے قریب تر محسوس ہوتا ہے اور مکمل یقین وانکسار کے ساتھ خدا کی عظمت کو تسلیم کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اس احساس میں ڈوب جاتا ہے کہ رب ہر وقت اس کے سامنے موجود اور عطا فرمانے پر قادر ہے۔آخر میں ان کے اسلوب میں مجازی محبت کے تلازمات بھی پس منظر میں جھلکتے ہیں جو انسانی جذبات اور روحانی تجربے کے امتزاج کو ظاہر کرتے ہیں۔

امجد اسلام امجد کی ایک حمد "یہ جو ریگِ شبِ فراق ہے "ان کے منفرد فکری اور فنی رویے کی آئینہ دار ہے۔اس حمد میں انہوں نے مجازی عشق سے وابستہ احساسات، علامات اور کیفیات کو ذاتِ باری تعالیٰ کی محبت اور قرب کے اظہار کے لیے برتا ہے۔فراق،انتظار، جستجو، بے قراری اور وصل کی تمنا جیسے عناصر، جو عموماً عشقیہ شاعری کا حصہ ہوتے ہیں، یہاں ایک روحانی اور عرفانی معنویت اختیار کر لیتے ہیں۔اس طرح شاعر محبت کی روایتی زبان کو خدا سے تعلق کے اظہار کا وسیلہ بناتا ہے۔

یہ اسلوب انگریزی کے معروف مابعد الطبیعاتی شاعر John Donne کے طرزِ فکر سے مشابہت رکھتا ہے، جس کے ہاں بھی عشق اور مذہبی تجربہ ایک دوسرے میں مدغم نظر آتے ہیں۔امجد اسلام امجد کی اس حمد میں بھی خدا اور بندے کے تعلق کو نہایت شخصی، جذباتی اور قلبی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔اس کے نتیجے میں ذاتِ باری تعالیٰ سے گہری وابستگی، شدید محبت اور فکری انہاک کا احساس ابھر کر سامنے آتا ہے۔شاعر کا شکوہ دراصل دوری اور فراق کی اس کیفیت کا اظہار ہے جو قربِ الٰہی کی شدید خواہش سے جنم لیتی ہے۔یہ شکوہ اعتراض یا ناراضی نہیں بلکہ محبت، طلب اور روحانی بے قراری کی ایک لطیف صورت ہے، جو قاری کو شاعر کے باطنی تجربے سے ہم آہنگ کر دیتی ہے۔یقینی طور پر اردو حمد کی روایت میں یہ اسلوب منفرد ہے۔ایک اور حمدیہ نظم بہ عنوان ''طواف وداع'' میں امجد نے یہ دعا کی:

جاتے تو ہیں یہاں سے مگر اس دعا کے ساتھ
پھر حاضری نصیب ہو اور بار بار ہو (30)

یہ مناجات بارگاہِ الٰہی میں شرفِ قبولیت سے سرفراز ہوئی اور شاعر کو بارہا حرمِ مقدس کی زیارت و حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔امجد نے یہ حمدیہ کلام متعدد مواقع پر حرم شریف میں قیام کے دوران تحریر کیا،اسی لیے ان میں قلبی احساسات، باطنی کیفیات، ظاہری مشاہدات اور روحانی تجربات کی بھرپور عکاسی نمایاں نظر آتی ہے۔

حوالہ جات

1. القرآنِ کریم، سورۃالاسراء، آیت 44
2. القرآنِ کریم، سورۃالفاتحہ، آیت 1
3. شفقت رضوی، پروفیسر، اردو میں حمد گوئی: چند گوشے، کراچی: جہانِ حمد پبلی کیشنز، جون 2002، ص 30
4. نصیر ترابی، شعریات، کراچی: پیراماؤنٹ پبلشنگ انٹرپرائز، بارِاوّل، 2012، ص 5
5. شفیق الدین شارق، مضمون : حمد کیا ہے، مشمولہ جہانِ حمد کتابی سلسلہ، کراچی: شمارہ 1، جون 1998، ص 34
6. امجد اسلام امجد، فشار، لاہور: ماورا پبلیشرز، طبعِ اوّل، 1982، ص 16
7. امجد اسلام امجد، اسباب، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2014، ص 17
8. ایضاً، ص 17
9. ایضاً، ص 18
10. قیصر نجفی، پروفیسر، مضمون : انیس کے مرثیے، حمد و نعت رثائی ادب، کراچی: شمارہ 27، 28، دو صد سالہ یادگارِ انیس نمبر، جولائی تا ستمبر، اکتوبر تا دسمبر، 2002، ص 355
11. صبیح رحمانی، اردو حمد کی شعری روایت، کراچی: اکادمی بازیافت، 2019، ص 345
12. امجد اسلام امجد، اسباب، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2014، ص 25
13. ایضاً، ص 25
14. ایضاً، ص 28
15. ایضاً، ص 28
16. ایضاً، ص 28
17. ایضاً، ص 45
18. ایضاً، ص 15
19. امجد اسلام امجد، اسباب، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2014، ص 58
20. امجد اسلام امجد، اسباب، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2014، ص 15

21. امجد اسلام امجد، اسباب، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2014، ص153

22. امجد اسلام امجد، سحر آثار، لاہور: گورا پبلیشرز پرائیویٹ، 1998، ص17

23. ایضاً(اسباب)، ص153

24. ایضاً(اسباب)، ص153

25. ایضاً(سحر آثار)، ص17

26. امجد اسلام امجد، اسباب، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2014، ص19

27. ایضاً، ص58

28. ایضاً، ص141

29. ایضاً، ص32

30. ایضاً، ص99

31. Muhammad Farooq Baig, & Sajid Ali. (2023). The Mythological Discussions of Modern Poems. *Zaban-O-Adab*, *16*(2), 144-158. Retrieved from//zabanoadab.gcuf.edu.pk/index.php/1/article/view/115

Romanised References

1. Al-Qur'ān. al-Isrā'**:** 44.
2. Al-Qur'ān. *al-Fātiḥah***:** 1.
3. Rizvī, Shafqat. (2002). *Urdu mein ḥamd-go'ī: chand goshay*. Karachi: Jahān-e-Ḥamd Publications. p. 30.
4. Tarābī, Nasīr. (2012). *Sha'riyāt*. Karachi: Paramount Publishing Enterprise. p. 5.
5. Shāriq, Shafīq al-Dīn. (1998). *Ḥamd kyā hai*. Jahān-e-Ḥamd Kitābī Silsilah, issue 1. Karachi. p. 34.
6. Amjad, Amjad Islām. (1982). *Fishār*. Lahore: Māvurā Publishers. p. 16.
7. Amjad, Amjad Islām. (2014). *Asbāb*. Lahore: Sang-e-Meel Publications. p. 17.
8. Ibid., p. 17.
9. Ibid., p. 18.
10. Najafī, Qaisar. (2002). *Anīs ke marṡiye: ḥamd o na't rithā'ī adab*. Jahān-e-Anīs Yādgār Number, issues 27–28. Karachi. p. 355.
11. Raḥmānī, Ṣabīḥ. (2019). *Urdu ḥamd kī sha'rī rivāyat*. Karachi: Akādmī Bāziyāft. p. 345.
12. Amjad, Amjad Islām. (2014). *Asbāb*. p. 25.
13. Ibid., p. 25.
14. Ibid., p. 28.
15. Ibid., p. 28.

16. Ibid., p. 28.
17. Ibid., p. 45.
18. Ibid., p. 15.
19. Amjad, Amjad Islām. (2014). *Asbāb*. p. 58.
20. Amjad, Amjad Islām. (2014). *Asbāb*. p. 15.
21. Amjad, Amjad Islām. (2014). *Asbāb*. p. 153.
22. Amjad, Amjad Islām. (1998). *Saḥar Āsār*. Lahore: Gora Publishers. p. 17.
23. Ibid. (*Asbāb*), p. 153.
24. Ibid. (*Asbāb*), p. 153.
25. Ibid. (*Saḥar Āsār*), p. 17.
26. Amjad, Amjad Islām. (2014). *Asbāb*. p. 19.
27. Ibid., p. 58.
28. Ibid., p. 141.
29. Ibid., p. 32.
30. Ibid., p. 99.
31. Muhammad Farooq Baig, & Sajid Ali. (2023). The Mythological Discussions of Modern Poems . *Zaban-O-Adab*, *16*(2), 144-158. Retrieved from //zabanoadab.gcuf.edu.pk/index.php/1/article/view/115